مطبع نول کشور کی مطبوعات ہزاروں کی تعداد میں ہیں اور اسلامیات پر اس کی مطبوعات معیار اور مقدار ہر لحاظ سے غیر معمولی ہیں [۲] منشی نول کشور نے یہ کام اس وقت شروع کیا جب ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی ناکام ہو کر مسلمانوں کی بربادی اور مسلم ثقافت کی تباہی میں تبدیلی ہو رہی تھی، مسلمان سیاسی، سماجی، معاشی اور ثقافتی اعتبار سے شکست خوردگی کی نفسیات میں مبتلا ہو رہے تھے۔ منشی نول کشور نے اپنے مطبع کے ذریعہ مسلم تہذیب و ثقافت اور اس کے دینی و علمی آثار کو محفوظ کرنے اور اسے ترقی دینے میں بڑی دلچسپی اور دل جمعی کا مظاہر کیا۔

اس کے ساتھ مسلمان علماء حفاظ، مورخین ادباء، خطاط اور فن کاروں کو بڑی تعداد میں اپنے مطابع سے منسلک کر کے ان کو معاشی تحفظ فراہم کرنے میں مدد پہونچائی، منشی جی کے پریس کا صدر مقام تو لکھنؤ تھا مگر اس کی شاخیں کانپور، دہلی، لاہور اور کپورتھلہ سمیت ہندوستان کے مختلف شہروں میں پھیلی ہوئی تھیں، یہ پریس عام معنوں میں صرف ایک چھاپہ خانہ نہیں تھا بلکہ تالیف و ترجمہ، تصحیح، ایڈیٹنگ وغیرہ کے بہت سے شعبے اس سے منسلک تھے اور ان کے ساتھ بہت سے علماء، ادباء اور دانشور جڑے ہوئے تھے بقول ناظر کاکوری:

''لکھنؤ میں مشہور تھا کہ جس قدر حفاظ، محدث، مورخ، ادیب اس مطبع میں تھے ہندوستان کے کسی دوسرے مطبع کو نصیب نہیں ہوئے'' [۳] اس لحاظ سے مطبع نول کشور صرف ایک پریس نہیں بلکہ ایک ادارہ، انجمن اکیڈمی اور علم و دانش کا گہوارہ تھا۔

مطبع نول کشور نے یوں تو ہندوستان کے دیگر مذاہب کی بھی اہم کتابیں اہتمام سے شائع کیں مگر اسلام کی دینی کتابیں خاص طور پر قرآن کریم اور اس کے تراجم و تفاسیر کو جس شان اور تزک و احتشام سے شائع کیا وہ اسی کا حصہ تھا، شاید یہ اہتمام آج کے مسلمان ناشرین کو بھی میسر نہ ہو، ۱۸۷۰ء میں میرٹھ کے ''اخبار عالم'' کے ایڈیٹر منشی وجاہت علی نے پریس کی اسلامی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا تھا:

''مطبع کی شان و شوکت کا کیا بیان کیا جائے۔ جس قدر کتابیں تمام مطابع

ملک ہند میں سالہا سال میں چھپتی ہوں گی ان سے زیادہ فقط ان کے چھاپہ خانہ میں تیار ہوئیں اور وہ کتابیں ضخیم مختلف علوم وفنون کی چھپی ہیں کہ اکثر ان میں کی آج تک کسی چھاپہ خانہ ملک ایشیا اور افریقا اور یورپ میں بھی نہیں چھپی ہیں۔ اور ایسی خوش خط اور صاف اور صحیح کہ جس کے دیکھنے سے آنکھوں کو نور اور دل کو سرور حاصل ہوتا ہے۔''۴؎

یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اس وقت مذہبی کتابوں کی عام ضرورت اور طلب تھی مگر رسد کا مناسب انتظام نہ تھا، منشی جی نے اس طلب کو محسوس کیا اور رسد فراہم کی اس سے ان کو تجارتی فائدہ حاصل ہوا۔ ابتدا میں اسلامی کتابوں کی اشاعت تجارتی منفعت سے وابستہ تھی۔ قرآن کریم کی اشاعت بھی اصلاً اسی تجارتی اسکیم کا حصہ تھی، چنانچہ منشی نول کشور کو جب ان کے دوست مولانا محمد احسن کاکوری نے دینی کتابیں خصوصاً کلام پاک کے سپارے شائع کرنے کا مشورہ دیا اور ساتھ ہی اس کام کے لئے مالی اعانت بھی کی تو ان کا حوصلہ بڑھا۔۵؎ منشی نول کشور نے قرآن کے سیپارے شائع کرنا شروع کیے اور اس سے ان کو بڑی منفعت حاصل ہوئی، مگر اس تجارتی ضرورت پر علم دوستی اور مذہبی خدمت غالب آ گئی اور انھوں ن نے قرآن کریم کی طباعت واشاعت میں صرف تجارت کا خیال نہیں رکھا بلکہ قرآن کی عظمت ورفعت، تقدس وحرمت اور شان وشوکت کا پورا لحاظ کیا اور کتابت وطباعت کا اعلیٰ معیار بھی قائم کیا۔

قرآن کریم کی کتابت کے لئے انھوں نے وقت کے نامور خطاط اور خوش نویس حضرات کی خدمات حاصل کیں۔ مثال کے طور پر انہوں نے اودھ اخبار کا پہلا ایڈیٹر مولوی ہادی علی اشک ۱۸۹۱ء کو مقرر کیا مولوی اشک عربی وفارسی اور اردو کے عالم اور ادیب تھے، ان کا دیوان شائع ہو چکا ہے، اپنی علمی اور ادبی حیثیت کے علاوہ ایک ماہر خطاط بھی تھے۔ خط نسخ میں ان کو کمال حاصل تھا، منشی جی نے مطبع نول کشور کے لئے ان سے قرآن کریم کی خوش نما کتابت کرائی۔۶؎

اسی طرح اس زمانہ کے مشہور خطاط مولوی ہادی علی کی خدمات بھی قرآن کریم کی کتابت کے لئے مطبع نول کشور نے حاصل کیں۔ اودھ اخبار کے ایڈیٹر نے

نول کشور پریس کے اشاعتی پروگراموں کا تعارف کراتے ہوئے ایک موقع پر لکھا!

''ان دنوں بھی عمدہ عمدہ کتابیں چھپیں اور چھپ رہی ہیں ازاں جملہ ایک قرآن شریف نہایت پرقلم اس حسن وخوبی کے ساتھ تیار ہوا ہے کہ آج تک کبھی تیار نہیں ہوا، یہ قرآن شریف مولوی ہادی علی صاحب مرحوم مغفور کی آخری یادگار ہے، جس کا خوش نویسی کے لحاظ سے ہندوستان میں جواب نہیں ہے۔ عورتوں اور بچوں کا اس قرآن شریف میں پڑھنا سہولتِ تعلیم کا موجب ہے۔'' ۷

مطبع نول کشور نے قرآن کریم کو مسلمانوں کی ضرورت کے لحاظ سے ہر شکل اور سائز میں شائع کیا۔ پاروں کی شکل میں بھی، معری بھی محشی بھی، ترجمہ کے ساتھ بھی، ضخیم تفسیریں بھی، فن تجوید وقرأت کے ساتھ بھی بلکہ تجوید وقرأت کی کتابیں بھی علیحدہ شائع کیں۔ اس مطبع سے قرآن کریم کے جو نسخے بھی شائع ہوئے وہ طباعتی معیار اور وقار کے ساتھ شائع ہوئے اور اس کثرت کے ساتھ شائع ہوئے کہ دوسری مطابع اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے تھے۔ اودھ اخبار سے وابستہ سلونوی کی روایت ہے کہ:

''نول کشور نے نہ صرف اردو بلکہ مسلمانوں پر بھی احسان کیا ہے۔ انھوں نے قرآن کریم کے متعدد تراجم اور متعدد تفسیریں شائع کیں اور اس کثرت سے شائع کیں کہ آج ملک کے ہر کتب خانہ میں نول کشور پریس کی چھپی ہوئی تفسیریں اور کتابیں جتنی بڑی تعداد میں ملتی ہیں اتنی تعداد میں کسی اور پریس کی چھپی ہوئی نہیں ملتیں، بعض تفاسیر اور تراجم ایک ایک ہزار صفحات پر مشتمل ہیں جو نول کشور پریس نے شائع کیے۔ قرآن کریم کے نسخے ہزاروں کی تعداد میں مختلف مسلم ممالک کو ان کے آڈر پر تیار کر کے بھیجے۔'' ۸

۱۸۶۹ء میں جب خاں عبدالغفار خاں سرحدی گاندھی لکھنؤ آئے تو منشی جی کے جانشین راج کمار نجیت بھارگوا نے ان کو مطبع نول کشور کا شائع کردہ قرآن کریم کا ایک خوبصورت نسخہ پیش کیا اور وہ اٹھارہواں ایڈیشن تھا، منشی نول کشور قرآن کریم کی طباعت عام ناشرین سے بالکل ممتاز طریقہ سے احترام وعقیدت کے جذبہ اور ظاہری

پاکیزگی کے پورے انتظام کے ساتھ کرتے تھے۔ مولانا ضیاء الدین اصلاحی کے بقول:

''منشی نول کشور قرآن مجید کی حرمت و تقدس کا جس قدر خیال رکھتے تھے اتنا خیال مسلمان بھی نہیں رکھتے۔ ان کی تاکید تھی کہ مصحح، پریس مین، مشین مین اور کاغذ لگانے والے ہر ایک پاک صاف اور باوضو ہو کر قرآن مجید کی طباعت کا کام شروع کریں، وہ خود بھی غسل کر کے صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرتے پاک و صاف مسند پر فروکش ہوتے، ایک دھلی ہوئی سفید چادر اپنے زانوں پر ڈال لیتے، اس اہتمام کے بعد کلام پاک کی کتابت کی ہوئی کاپیاں اور پروف ملاحظہ فرماتے، اپنے سامنے مشین دھلوا کر اس کے تمام ساز و سامان کو صاف اور پاک کراتے تب اس مشین پر قرآن چھپتا تھا۔ اولاً تو کوئی کاغذ نیچے گرنے ہی نہ دیتے دوسرے فرط احتیاط سے مشین کے اردگرد فرش پر بھی دھلی ہوئی چادریں بچھوا دیتے''۔[9]

سالار جنگ نواب حیدرآباد ۱۸۷۰ء میں لکھنؤ آئے تو راجہ محمود آباد کے ساتھ منشی نول کشور نے بھی ان کی ضیافت و خدمت میں پیش قدمی کی۔ نواب صاحب نے مطبع نول کشور کا بھی معائنہ کیا، کہا جاتا ہے کہ منشی جی نے نواب صاحب کو وہ کمرہ دکھایا جہاں قرآن کریم کی طباعت کے وقت ناقص اور ناقابل استعمال اوراق کے ڈھیر لگے تھے، منشی جی اوراق کو ردی کاغذات کے ساتھ ضائع نہیں کرتے تھے بلکہ احترام سے اس کمرہ میں محفوظ کر دیتے تھے نواب صاحب قرآن کے اس احترام سے بہت متاثر ہوئے اور منشی جی کو کاغذات کے اس ڈھیر کے عوض بڑی رقم عطا کی۔

جن پلیٹوں پر قرآن پاک لکھا جاتا تھا ان کی دھلائی کے لئے مشہور ہے کہ منشی جی اس کا پانی نالی میں نہیں بہنے دیتے تھے، بلکہ الگ سے گڑھا کھود کر اس میں جمع کر دیتے تھے۔

قرأت سبعہ اور قرأت عشرہ کے ساتھ قرآن کریم کے متعدد ایڈیشن حال میں شائع ہوئے مگر گذشتہ صدی میں یہ فخر مطبع نول کشور کو حاصل تھا کہ اس نے قرآن کریم کو قرأت سبعہ و عشرہ کے لحاظ سے بھی شائع کیا۔ اور اس کے علاوہ الگ سے

قرأت پر کتابیں بھی شائع کیں جن میں رموز القرآن، مقصود القاری اور زینت القاری خاصی مقبول تھیں۔

مطبع نول کشور نے قرآن کریم نے کے تراجم وتفاسیر کے اشاعت پر بھی خصوصی توجہ دی، بادشاہ اکبر کے ملک الشعراء فیضی کی مشہور زمانہ بے نقط تفسیر ''سواطع الالہام'' کو پہلی مرتبہ اور غالباً آخری مرتبہ شائع کرنے کا شرف اسی پریس کو حاصل ہوا، منشی نول کشور نے اسے شائع کرنے سے پہلے دارالعلوم ندوۃ العلماء کے ممتاز عالم اور پرنسپل مولانا امیر علی ملیح آبادی سے اس پر مقدمہ لکھوایا اور انھوں نے بھی پورا مقدمہ بے نقط رقم کیا۔نول کشور نے سواطع الالہام کو شائع کر کے علم دوستی اور قرآنی خدمت کا سکہ لوگوں کے دلوں پر جمالیا، نحو وصرف اور فصاحت و بلاغت کے لحاظ سے لکھی گئی قرآن کی سب سے اہم تفسیر علامہ جاراللہ زمخشری ۵۳۸ھ کی ''الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل" ہے مطبع نول کشور نے اسے بھی چھاپ کر علماء، طلباء اور درسگاہوں تک پہونچانے کا انتظام کیا۔تفسیر قرآن کا کوئی طالب علم اس تفسیر سے بے نیاز نہیں ہوسکا۔

علامہ ناصر الدین قاضی بیضاوی م ۵۶۸ھ کی مفصل تفسیر بیضاوی اور علامہ جلال الدین سیوطی م ۹۱۶ھ وجلال الدین محلی م ۸۶۴ھ کی متوسط تفسیر جلالین جو مدارس دینیہ کے نصاب تفسیر قرآن میں اہم مصادر کی حیثیت رکھتی ہیں اسی مطبع سے شائع ہوئی ہیں، نیز موخر الذکر کی کشف المحجو بین علی تفسیر جلالین بھی الگ سے شائع ہوئی ہے۔اس کے مصنف مولانا سعداللہ بن غلام حضرت قندھاری ہیں۔جامع مسجد دمشق کے خطیب محمد الشربنی کی تفسیر السراج المنیر کو بھی مطبع نول کشور نے چار جلدوں میں شائع کر کے اہل علم تک پہونچایا ہے۔

عربی تفاسیر میں عرائس البیان فی حقائق القرآن بھی اس مطبع سے بڑے سائز پر دو جلدوں میں ۱۳۰۱ھ میں شائع ہوئی۔اس تفسیر کے مصنف شیخ ابو محمد روز بہان ابونصر بقلی شیرازی م ۶۰۹ھ ہیں، عرائس البیان کے ساتھ اس کے حاشیہ

پر مشہور صوفی بزرگ محمد بن علی الطائی اندلسی محی الدین ابن عربی م ۶۳۸ھ کی تفسیر شائع ہوئی ہے۔۱۰ مگر محققین کے نزدیک اس تفسیر کا انتساب ابن عربی کی طرف درست نہیں ہے۔۱۱

فارسی زبان میں جو تراجم وتفاسیر اس مطبع نے شائع کیے، ان میں ملک العلماء قاضی شہاب الدین دولت آبادی ۸۹۴ھ کی عظیم تفسیر ''بحر مواج'' خاص طور پر قابل ذکر ہے جسے علماء ہند نے علامہ جاراللہ زمخشری کی تفسیر الکشاف عن حقائق غوامض التنزیل کا ہم رتبہ قرار دیا ہے۔۱۲ نیز علامہ کمال الدین واعظ کاشفی کی مقبول عام تفسیر مواہب علیہ جسے تفسیر حسینی بھی کہا جاتا ہے بھی اسی مطبع سے شائع ہوئی ہے بلکہ متعدد بار شائع ہوئی ہے۔ منشی جی نے اس تفسیر کا اردو ترجمہ مولانا فخر الدین صاحب سے کرایا اور اسے بھی اپنے مطبع سے تفسیر قادری کے نام سے دو جلدوں میں شائع کیا۔۱۳

فارسی تراجم قرآن میں شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ ۱۱۷۶ھ کا ترجمہ قرآن جو فتح الرحمان کے نام سے موسوم ہے اس مطبع نے شائع کیا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کا ترجمہ اپنی کلاسکیت، سلاست اور مثالیت کے لحاظ سے بہت معروف اور مقبول ہوا ہے۔۱۴

اسی طرح ایک اور ترجمہ قرآن شیخ سعدی کی نسبت سے بھی اس مطبع نے شائع کیا ہے، ۱۹۵۴ء میں جب شہنشاہ ایران آئے تو لکھنؤ کے قیام کے دوران مطبع نول کشور کا بھی معائنہ کیا۔ وہاں ان کو فارسی مطبوعات کے ساتھ قرآن کریم کا وہ نسخہ بھی پیش کیا گیا جس میں دو فارسی ترجمے شامل ہیں۔ ایک شاہ ولی اللہ کا دوسرا شیخ سعدی کا۔ ۱۹۸۵ء راقم نے رودگراں، دہلی کے ایک مطبع میں اس ترجمہ والے قرآن کو دوبارہ چھپتے ہوئے دیکھا تھا، یاد رہے کہ شیخ سعدی کے نام سے جو ترجمہ نول کشور نے شائع کیا تھا وہ شیخ سعدی کا ترجمہ نہیں بلکہ شریف جرجانی کا ترجمہ ہے۔۱۵

عربی اور فارسی کے علاوہ مطبع نول کشور نے قرآن کریم کے اردو تراجم وتفاسیر بھی شائع کیے۔ ان میں اجزاء قرآن کی تفسیر اور مکمل تفسیر دونوں شامل ہیں، اجزاء تفسیر میں ''سلسلۃ المرجان'' (تفسیر سورہ الفاتحہ) اور تفسیر سورہ یوسف شامل ہیں۔ اسی

طرح ملا معین الدین ہروی کی اسرار الفاتحہ، مولوی اکرام الدین دہلوی کی تحفہ الاسلام بتفسیر سورہ الفاتحہ شاہ مراد اللہ انصاری کی تفسیر مرادیہ د پارہ عم اور اذازلزلت اور پنج سورہ مترجم بھی عوامی سہولت اور قرأت کے لئے اس مطبع نے شائع کیں۔ اجزاُ قرآن کی بعض منظوم تفسیریں بھی مطبع نول کشور سے شائع ہوئی ہیں ان میں تفسیر سورہ فاتحہ منظوم اور مولانا محمد اشرف بن امام الدین کاندھلوی کی تفسیر سورہ یوسف منظوم خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

مکمل تراجم و تفاسیر میں، تفسیر قادری، تفسیر حقانی، مواہب الرحمان اور مولوی نذیر احمد دھلوی کا ترجمہ قرآن قابل ذکر ہیں۔ مولوی نذیر احمد کا ترجمہ عام فہم اور عوامی ہے، اس کی زبان و بیان پیچیدگی سے خالی ہے۔ دلی کی ٹھیٹ بولی بھی در آئی ہے۔ اس لحاظ سے اس کی اشاعت عوام کی قرآن فہمی کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ تفسیر حقانی، قرآن و حدیث، فقہ اور اسلامی علوم کے تناظر میں ایک معتبر تفسیر سمجھی جاتی ہے، اردو کی ممتاز تفسیروں میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ جبکہ تفسیر مواہب الرحمان اپنی نوعیت کی مفصل اردو تفسیر ہے جو تیں اجزاء میں شائع ہوئی ہے، اس کے مصنف مولانا امیر علی ملیح آبادی م ۱۳۳۰ھ سابق صدر مدرس دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ ہیں۔

اس تفسیر میں انھوں نے عربی و فارسی کی تفسیروں اور احادیث اور فقہ کی متداول کتابوں سے استفادہ کرتے ہوئے اردو زبان کے تفسیر لٹریچر میں گرانقدر اضافہ کیا ہے، شروع میں قرآن کی تلاوت و تفسیر اور علوم قرآن سے متعلق ایک طویل مقدمہ بھی رقم کیا ہے جو بڑے سائز کے ۱۰۴ صفحات پر مشتمل ہے اتنی ضخیم اور مفصل تفسیر کا شائع کرنا بجائے خود بڑا قابل قدر اور لائق ستائش کام ہے۔ مواہب الرحمان کے علاوہ مولانا نے فتاویٰ عالم گیری کا دس جلدوں میں ترجمہ کیا اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب ھدایہ کی چار جلدوں میں شرح لکھی جو اس مطبع سے شائع ہوئی۔ [۱۶]

قرآن پاک معری، مترجم اور تفسیروں کے علاوہ علوم قرآن پر بھی مطبع نول کشور نے بڑی اہم کتابیں شائع کیں۔ مثلاً علوم القرآن پر علامہ جلال الدین سیوطی

کی ''الاتقان فی علوم القرآن اور شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی'' فتح الخبیر بما لابد حفظہ فی علم التفسیر اور مولانا معین الدین حسینی کڑوی م ۱۳۰۴ھ کی جلاء الاذہان فی علوم القرآن ،خاصیات قرآن پر ابو محمد عبداللہ الشافعی کی الدرالنظیم فی خواص القرآن العظیم ،اعراب قرآنی پر عبداللہ بن حسین م ۶۱۶ھ کی التبیان فی اعراب القرآن ،مولانا کرامت علی جونپوری م ۱۲۹۰ھ کی عمدۃ القرآن اور ان کے علاوہ بہت سی کتب مطبع نول کشور نے شائع کیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ آج کے ناشرین جب کوئی کتاب شائع کرتے ہیں تو پہلے اس کا مارکیٹ ویلیو (بازاری) قدر متعین کرتے ہیں اور قیمت بھی تین گنی رکھتے ہیں، ظاہر ہے کہ بغیر معقول منافع کا تصور کیے کوئی زر کثیر کیوں صرف کرے۔ مگر منشی نول کشور نے قرآن پاک اور اس کی تفسیروں کے معاملہ میں منفعت سے زیادہ خدمت اور مال سے زیادہ مشن پر نظر رکھی ہے۔ منشی نول کشور کے حالات وخدمات پر ان کی وفات کے بعد فروری ۱۸۹۵ء میں اودھ کے ایڈیٹر منشی رام جی داس بھارگوا نے ایک مضمون لکھا تھا اس میں انھوں نے صراحت کی:

''منشی صاحب نے اپنی فیاضی اور علوّ ہمتی سے کئی قسم کے قرآن اور ان کی تفسیریں اور ترجمے شائع کیے اور ان کو اس قدر ارزاں نرخ پر فروخت کیا کہ ہر گھر میں کئی کئی قرآن دکھائی دیتے ہیں اور ہر شخص اپنے دین سے واقف ہوگیا اور ہوتا جاتا ہے۔'' ۱۷

قرآن کریم کا جہازی سائز کا نسخہ جو آج بھی نمونہ کے طور پر بعض لائبریریوں میں نمائش کے لئے رکھا ہوا ملتا ہے مطبع نول کشور ہی کا چھپا ہوا ہے، اس سائز کا قرآن شائع ہونا اب متروک ہو چکا ہے اور اس کی جگہ جیبی سائز کا قرآن کثرت سے شائع ہو رہا ہے۔

اشاعت قرآن کے سلسلہ میں منشی نول کشور کا جہاں یہ کارنامہ ہے کہ انھوں نے پورے ادب واحترام کے ساتھ قرآن کی طباعت واشاعت کی وہاں یہ بھی قابل ذکر ہے کہ انھوں نے ماہر قرآن اور مفسر قرآن کا بھی پورا لحاظ اور احترام کیا، مولانا

امیر علی ملیح آبادی مصنف مواہب الرحمان ضعیفی کے باعث جب مطبع سے سبکدوش ہوکر اپنے گھر ملیح آباد چلے گئے، تو منشی نول کشور ہر ہفتہ ان سے ملنے ملیح آباد جاتے اور لکھنؤ کا مشہور خمیرہ جو مولانا کو بہت پسند تھا، ان کے لئے بطور تحفہ لے جاتے۔ ۱۸؎

ماہ نزول قرآن یعنی رمضان کا بھی وہ حد درجہ احترام کرتے پریس کے ریکارڈ بابت ۲۸، اپریل ۱۸۸۹ء میں لکھا ہے کہ منشی جی رمضان المبارک کی آمد پر خاص اہتمام کرتے، اس ماہ کتب کی خریداری میں چار روپیہ خصوصی رعایت رہتی، مطبع میں عرق بید مشک بھی برائے فروخت رہتا اس کی قیمت میں بھی اس ماہ چار روپیہ کی چھوٹ رہتی۔ ۱۹؎

عزت واحترام اور ادب ولحاظ کے ساتھ قرآن کی طباعت واشاعت کا فیض تھا کہ ہند و بیرون ہند، مدرسوں، کتب خانوں، اداروں، انجمنوں اور گھروں میں نول کشور کی مطبوعات زینت بن گئیں اس حوالہ سے نول کشور کا نام آج بھی مسلم معاشرہ میں زندہ ہے اور کل بھی زندہ رہے گا۔

علم وادب اور علوم اسلامی کے اس خدمت کار کو مسلمان ہمیشہ یاد رکھیں گے اور خراج عقیدت پیش کریں گے۔ نصیر ناطقی کے الفاظ میں!

شائع کلام پاک ہو تھی دل کی آرزو ۔۔۔ گونجی صدائے نیک فضاؤں میں چار سو
آنے لگی طہارت و پاکیزگی کی بو ۔۔۔ لکھوایا پھر کلام الٰہی کو باوضو
اللہ رے نفاست منشی نول کشور ۔۔۔ کتنی حسیں تھیں فطرت منشی نول کشور

حوالہ جات وحواشی

۱؎ ماہنامہ نیا دور لکھنؤ نومبر۔ دسمبر ۱۹۸۰ء ص ۹

۲؎ ڈاکٹر ظفر احمد صدیقی نے اپنے مضمون ''علوم دینیہ اور مطبع نول کشور'' میں درج کی ہے ملاحظہ ہو ماہنامہ الرشاد، اعظم گڈھ، اگست۔ ستمبر ۱۹۸۱ء

۳؎ ناظر کاکوری، اردو کے ہندو ادیب، لکھنؤ ص ۱۸۴

۴۔ انصار الحسن صدیقی، مطبع اودھ اخبار کی کہانی اودھ اخبار کی زبانی، نیا دور نومبر و دسمبر ۱۹۸۰ء ص ۹۴

۵۔ بعد میں منشی جی نے یہ رقم ان کو واپس کرنی چاہی تو مولانا نے معذرت کر لی، منشی جی نے مولانا احسن کی کتاب احوال الانبیاء دو جلدوں میں اپنے مطبع سے شائع کی ہے۔

۶۔ ڈاکٹر ریاض الحسن اودھ اخبار اور اس کے چند ایڈیٹر، نیا دور لکھنؤ نومبر و دسمبر ۱۹۸۰ء ص ۴۴

۷۔ انصار الحسن صدیقی، مطبع اودھ اخبار کی کہانی، نیا دور، محولہ بالا، ص ۵۰

۸۔ امین سلونوی، منشی نول کشور کی خدمات، نیا دور، محولہ بالا، ص ۱۶۲

۹۔ ضیاء الدین اصلاحی، منشی نول کشور اور ان کا پریس، نیا دور، محولہ بالا ص ۶۷

۱۰۔ کتاب کے خاتمہ پر منشی نول کشور کی فیاضی اور علم دوستی کے لئے تعریفی کلمات لکھے گئے ہیں جو کسی ہندوستانی عالم کی طرف سے ہیں، دیکھئے عرائس البیان، مطبوعہ نول کشور، ۱۳۰۱ھ

۱۱۔ ظفر احمد صدیقی، علوم دینیہ اور مطبع نول کشور، ماہنامہ الرشاد، اعظم گڈھ ستمبر ۱۹۸۱ء ص ۲۹

۱۲۔ اس تفسیر کے تعارف کے لئے ملاحظہ ہو راقم کا مضمون ''بحر مواج کا تحقیقی مطالعہ'' ششماہی علوم القرآن (علی گڑھ) جنوری۔ جون ۱۹۹۲ء

۱۳۔ تفصیل کے لئے دیکھئے راقم کی کتاب حضرت شاہ ولی اللہ دھلوی کے قرآنی فکر کا مطالعہ، نئی دہلی ۱۹۹۴ء ص ۲۰

۱۴۔ حوالہ مذکور

۱۵۔ حوالہ مذکور ص ۱۹

۱۶۔ ملاحظہ ہو مقدمہ مواہب الرحمان، مطبوعہ نول کشور

۱۷۔ امیر حسن نورانی، منشی نول کشور، دہلی ۱۹۸۲ء ص ۵۹

۱۸۔ ڈاکٹر آصفہ زمانی، منشی نول کشور اور ان کا نظم و نسق، نیا دور، محولہ بالا، ص ۱۶۵

۱۹۔ حوالہ مذکور ص ۱۶۶

ششماہی علوم القرآن، علی گڑھ، ۲/۱۷، جولائی۔ دسمبر ۲۰۰۲ء

فواد سیزگین کی ’’تاریخ التراث العربی‘‘

تفسیر سے متعلق فصل پر استدارک

حکمت بشیر یاسین
ترجمہ و تلخیص: ابوذر متین

(مضمون نگار نے ڈاکٹر فواد سیزگین کی کتاب ’’تاریخ التراث العربی پر کئی قسطوں میں مجلّہ الجامعہ الاسلامیہ میں استدارک لکھا ہے، زیر نظر مضمون میں فن تفسیر کے ضمن میں سیزگین کے تسامحات کی نشان دہی کی گئی ہے)

ڈاکٹر حکمت بشیر یاسین نے ڈاکٹر فواد سیزگین کی مشہور زمانہ تصنیف ’’تاریخ التراث العربی‘‘ کی فصل ثانی سیزگین فن تفسیر کی حسب ذیل خامیوں کو بیان کیا ہے۔

۱۔ ڈاکٹر فواد سیزگین نے فصل دوم کو ’’تفسیر القرآن‘‘ کے لئے مخصوص کیا ہے حالانکہ انھیں اس کا عنوان ’’تفسیر القرآن وعلومہ‘‘ رکھنا چاہئے تھا کیونکہ انھوں نے تفسیر کے ضمن میں علوم قرآن کی بہت سی کتابوں کا ذکر کیا ہے اس سلسلہ میں توجہ طلب بات یہ ہے کہ انھوں نے باب اول کا عمومی عنوان ’’علوم القرآن‘‘ قائم کیا ہے اور پھر اسے دو فصلوں۔ قراءت اور تفسیر۔ میں تقسیم کیا ہے۔

انھوں نے مفسرین صحابہ میں سے صرف ابن عباسؓ کا ذکر کیا ہے، حالانکہ یہ بات ثابت ہے کہ جماعت صحابہ میں ایک بڑی تعداد مفسرین صحابہ کی پائی جاتی ہے، جن میں خلفاء راشدین کے علاوہ ابن مسعودؓ، ابن عباسؓ، ابی بن کعبؓ، زید بن ثابتؓ، ابوموسی اشعریؓ، عبداللہ بن زبیرؓ وغیرہم شامل ہیں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ، امام کافیجیؒ، اور علامہ سیوطیؒ نے ان کا مفصل ذکر اپنی کتابوں میں کیا ہے، علامہ سیوطی نے حضرت علیؓ کے معتد بہ تفسیری اقوال اپنی انسائیکلوپیڈک کتاب ’’جمع الجوامع یا